ہم پاکستانی نہیں۔۔۔اے ٹی ایم مشین ہیں!

تحریر: سہیل احمد لون

آج تبدیلی اور انقلاب کا نعرہ ہر سیاسی جماعت کا منشور اور ایجنڈا ہے۔جس کی روایت بھٹو سے شروع کر تحریک انصاف سے ہوتی ہوئی تحریک القادری تا آ پہنچی ہے۔تحریک انصاف تو خیر آج تک برسراقتدار نہیں آئی اور نہ ہی اپوزیشن جماعت بن سکی۔ چونکہ اس جماعت نے ابھی تک اقتدار کے مہ خانے سے جامِ اقتدار حلق سے نہیں اتارا۔سو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اقتدار کا نشہ چڑھنے کے بعد وہ اقتدار دینے والوں سے کیا سلوک کرتے ہیں؟ آج تک تو یہی دیکھا گیا ہے کہ اقتدار کا نشہ چڑھ جائے تو ساقی کا لہو پینے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔مومن ایک سوراخ سے بار بار نہیں ڈسا جا سکتا، ہم یقیناً اتنے مومن نہیں اسی وجہ سے مخصوص ناگوں سے بار بار ڈسے چلے آ رہے ہیں۔حیرانگی کی بات یہ ہے تبدیلی اور انقلاب کا نعرہ ہی نہیں بلکہ دعوی وہ سیاسی جماعتیں بھی کر رہی ہیں جو پہلے اقتدار کا مزہ لے چکی ہیں یا اب بھی حکومت میں ہیں یا حکومت کا حصہ ہیں۔ یہ سوال ان سے کوئی نہیں کرتا کہ جب ان کو اتنی بار موقع دیا گیا تو انہوں نے کیا تبدیل کیا؟؟ جب تبدیلی اور انقلاب کی ہوا کے جھونکے چلنا شروع ہو گئے تو اس کا اثر پاکستان سے باہر تک محسوس کیا گیا۔چونکہ پاکستان سے کینیڈا کا فاصلہ خاصا ہے اس لیے تبدیلی اور انقلاب کی یہ ہوا وہاں دیر سے پہنچی بہر حال دیر آید درست آید......تبدیلی و انقلاب کی ہوا جیسے ہی شیخ السلام علامہ طاہر القادری کو لگی تو وہ بھی انقلابی بخار میں مبتلا ہو گئے۔ جب انقلاب کے جراثیم ان میں پوری طرح سرایت کر گئے تو انہوں نے وہاں آنے کا فیصلہ کیا جہاں یہ وباء چاروں طرف غربت کی طرح پھیلی تھی۔ مینار پاکستان لاہور سے اسلام آباد دھرنے تک کا سفر کیا گیا تو انقلابی بخار میں مبتلا باقی تمام سیاسی رہنماء ان سے کم مریض لگے۔ طاہر القادری کے انقلابی بخار کو موجودہ حکومت نے گولی دیکر وقتی طور پر اتار دیا۔مگر تبدیلی اور انقلاب کا دورہ کسی کو کسی وقت بھی پڑ سکتا ہے۔ قادری صاحب نے الیکشن کمیشن کی تحلیل کے لیے ایک پٹیشن دائر کر دی۔ جسے سپریم کورٹ نے سماعت کے لیے منظور بھی کر لیا۔ سپریم کورٹ میں کھیلا جانے اہم ٹیسٹ میچ صرف سہ روزہ ثابت ہوا جس میں تبدیلی اور انقلابی مریض کو اینٹی بائیوٹیک کا ایسا انجکشن لگایا گیا جس کی چبھن پاکستان سے باہر مقیم 80 لاکھ افراد نے بھی محسوس کی۔ چیف جسٹس آف پاکستان اگر ان کی پٹیشن سماعت کے لیے منظور کر ہی لی تھی تو ان کی بات بھی سن لیتے۔مگر ان کی دوہری شہریت، ملکہ سے حلف اور پاکستان سے وفاداری پر سوال اٹھانا تو بذات خود ایک سوال ہے۔ پاکستان سے باہر مقیم لاکھوں تارکین وطن اس وقت ملک کی معیشت کا پہیہ گھمانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اپنا ملک چھوڑنے کا محرک کوئی بھی ہو مگر اس کا کرب، دکھ، تکلیف اور احساس صرف اسی کو ہوتا ہے جو اس مرحلے سے گزرتا ہے۔ وفاداری پر شک ہی مشرقی پاکستان سے بنگلہ دیش بننے کا باعث بنا۔ قیام پاکستان کے وقت بھی آزادی کی شمع جلانے میں لاکھوں پروانوں کا لہو شامل تھا ان میں وہ لوگ بھی تھے جو مشرقی پاکستان میں آباد ہو گئے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کوئی داغ ہجرت کی تفسیر بنے ہجرت کر کے کبھی تارکین وطن، پاکستانی نژاد یا غیر ملکی کہلائے جس ملک و قوم کے لیے وہ ہجرت کی صعوبتیں برداشت کرے، پردیس میں دربدر ہوتا رہے جس کا دل ملک و قوم کے ساتھ دھڑکتا ہو اسی کی وفاداری محض اس بنا پر سوالیہ ہو جائے کہ اس کے پاس

دوہری شہریت ہے۔ جب دوہری شہریت والے زلزلے، سیلاب سمیت دیگر قدرتی آفات اور حادثات میں مالی قربانی دینے میں سب سے آگے ہوتے ہیں تو اس وقت ان کی شہریت اور وفاداری پر سوال کیوں نہیں اٹھایا جاتا؟ اگر کوئی لڑکی شادی کے بعد میکا چھوڑ کر اپنے مجازی خدا کے ساتھ سسرال چلی جاتی ہے اپنے شوہر سے وفادار رہنے کا حلف بھی لیتی ہے اور اپنی ساس کی خدمت کا حلف بھی اٹھاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ اپنی ماں سے وفادار نہیں رہتی۔ اپنی ماں اور دھرتی ماں سے بے وفائی کوئی باضمیر انسان نہیں کرسکتا۔ کسی مجبوری کی حالت میں اگر کبھی ماں سے دور رہنا پڑے یا دھرتی ماں سے دور بسیرا بنانا پڑ جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ماں بدل گئی۔ ماں جس نے پیدا کیا اور دھرتی ماں جہاں پیدا ہوئے ہوں وہ ہم چاہنے کے باوجود تبدیل نہیں کرسکتے اور ان کی جگہ کوئی لے نہیں سکتا۔ ماں کے پاؤں تلے جنت ہے مگر جب بات دھرتی ماں کی ہو تو ماں اپنے لخت جگر کو قربان کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ قانون اور آئین کسی بھی پاکستانی شہری کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ کسی دوسرے ملک کی شہریت رکھ سکتا ہے۔ ملک سے باہر رہنا بھی خلاف آئین یا خلاف قانون نہیں۔ آئین و قانون کے مطابق دوہری شہریت کا حامل کوئی پاکستانی نژاد پارلیمنٹ کا حصہ نہیں بن سکتا مگر ایک شہری کی حیثیت سے وہ ملک و قوم کے مفاد کے لیے کوئی استدعا تو کرسکتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ قادری صاحب کی نیت کیا تھی؟ انہوں نے اسی وقت کا انتخاب کیوں کیا؟ اس سے پہلے وہ کہاں تھے؟ مگر دیر سے درست بات کہنا کوئی جرم بھی نہیں۔ پاکستان کے موجودہ حالات میں بیرون ممالک سے کوئی سرمایہ کاری کرنے کو تیار نہیں اگر اوورسیز پاکستانیوں کی وفاداری کو شک کی نظر سے دیکھا گیا تو آئندہ نسلیں پاکستان سے جڑت گنوا دیں گی۔ ہجرت اور پردیس کی صعوبتیں برداشت کرنے کی طاقت صرف پاکستان اور پاکستانیوں میں موجود ان کی جڑوں میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ مگر المیہ ہے کہ ان کو اے ٹی ایم مشین سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ بیرون ملک اوورسیز پاکستانیوں کی مشکلات کے حل کے لیے کوئی ادارہ نہیں، اگر اوورسیز پاکستان آرگنائزیشن ہے بھی تو اس کا کام کسی تارکین وطن کی لاش وطن پہنچانے سے زیادہ نہیں۔ جب ان کے ساتھ اپنے ہی سوتیلوں والا سلوک کریں اور ان کی وفاداری پر شک کریں گے تو بیرون ملک ان سے کیا سلوک ہوگا؟ اوورسیز پاکستانیوں کے ریونیو سے ہم تباہی سے بچے ہیں جس کا انعام ان کو یہ دیا گیا کہ انٹرنیشنل فون پر بھاری ٹیکس نافذ کردیا گیا۔ اس کے بعد اوورسیز پاکستانیوں کے وفاقی وزیر فاروق ستار سے لیکر وزیر اعظم راجا پرویز اشرف تک برطانیہ تشریف لائے۔ اس معاملے کے حل کا وعدہ کیا گیا مگر آج بھی اوورسیز پاکستانی اپنے پیاروں سے بات کرنے پر 600 فیصد مہنگی کال کرنے کا کڑوا گھونٹ پینے پر مجبور ہیں۔ کھان پین نوں باندریاں تے مار کھان نوں ریچھ......! آخر کب تک اوورسیز پاکستانیوں سے ایسا ناروا سلوک ہوتا رہے گا؟ ناروا یا امتیازی سلوک کے لیے اب اگر کوئی اوورسیز پاکستانی عدالت گیا تو اس کی بھی وفاداری پر سوال اٹھایا جاسکتا ہے جس کے لیے چیف جسٹس کا ریفرنس بھی دیا جاسکتا ہے تو کہاں جائیں گے؟ ایسی صورت حال میں تو ان کے کاروبار اور جائیداد پر کوئی بھی صرف اس بنا پر قبضہ کرلے گا کہ تمھاری تو اس ملک سے وفاداری مشکوک ہے۔ پھر وہ انصاف کے لیے کس منصف کے پاس جائیں گے؟ دوہری شہریت والوں کو اس دوہری مصیبت سے کون نکالے گا؟ دوہری شہریت تو انسان لیتا ہی اُس وقت ہے جب اُس کی اپنی مٹی کے لوگ کسی وجہ سے اُس ملک چھوڑنے پر مجبور کردیتے ہیں ورنہ امریکہ اور برطانیہ کے کتنے لوگ ہیں جنہوں نے دوہری شہریت لے رکھی ہے؟ اگر اس ملک کو کچھ مخصوص طبقات نہ لوٹتے تو آج پاکستانیوں کو بھی

دوہری شہریت نہ لینا پڑتی ،اوراس جرم میں کس کس نے اُن طبقات کا ساتھ دیا ہے آج انہیں اپنے جلاوطن بیٹوں پرتنقید کرتے ہوئے اپنے گریبان میں بھی جھانک لینا چاہیے۔افسوس !صد افسوس! کہ پاکستان میں آئین کے آرٹیکل 6 کی شق اے اور بی کے مرتکب غدار تو محبّ وطن ہیں لیکن اپنے دیس، ماں باپ، بچوں اور عزیز گلی محلوں سے دور اذیت میں مبتلا غدار ہیں۔۔۔تم پر صرف افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔کیا عجیب بات ہے کہ

مٹی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے

وہ قرض اتارے ہیں جو واجب بھی نہیں تھے

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com